

اسلام کا نظام وراثت

(۲)

مولانا ولی اللہ مجد قاسمی

حق دار وراثت

وراثت کے مستحقین کے زمرے نو (۹) ہیں۔ لیکن میراث کو بیک وقت ان تمام کے درمیان تقسیم نہیں کیا جائے گا، بلکہ ان میں ایک ترتیب ملحوظ ہے اور ترتیب وار پہلے زمرے کی غیر موجودگی میں دوسرا پھر تیسرا مستحق قرار پائے گا۔ یہ زمرے بالترتیب یہ ہیں:-

۱۔ اصحاب الفروض

۲۔ عصبہ نسبیہ

۳۔ عصبہ سببیہ

۴۔ اصحاب فروض پر رد

۵۔ ذوی الارحام

۶۔ مولیٰ الموالاة

۷۔ مقررہ بالنسب علی الغیر

۸۔ موصیٰ لہ بجمع المال

۹۔ بیت المال

۱۔ اصحاب الفروض

فروض، فرض کی جمع ہے بمعنی متعین کرنا۔ ”اصحاب الفروض“ یعنی متعین حصے والے، فقہ کی اصطلاح میں ”اصحاب فروض“ ایسے لوگوں کو کہا جاتا ہے جن کا متعین حصہ مقرر

ہو، خواہ یہ تعین آیت قرآنی کے ذریعہ ہو، یا حدیث اور اجماع امت سے۔
 ”اصحابِ فروض“ کل بارہ افراد ہیں جن میں چار مرد اور آٹھ عورتیں شامل ہیں اس
 سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے عورتوں کے حقوق کو کافی اہمیت دی ہے اور انہیں
 کسی طور سے محروم ہونے نہیں دیا ہے۔ وہ افراد یہ ہیں۔ باپ، چچہ صحیح (دادا)
 ماں شریک بھائی، شوہر، ماں، چچہ صحیح (دادی) بیٹی، پوتی، حقیقی بہن، باپ
 شریک بہن، ماں شریک بہن، بیوی۔
 میت کے مال و جائداد کو سب سے پہلے ان ہی کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔
 اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الحق للفرأض باھلھا ترک اصحابِ فرائض کے درمیان تقسیم
 فما بقی فإلذ ذلک کرد اور جو بچ جائے وہ میت کے سب
 سے قریبی مرد کے لیے ہے۔

متعین حصہ

ابا پ

میت نے کوئی تریزہ اولاد چھوڑی ہے تو اس وقت باپ کے لیے چھٹا حصہ (۱/۶)
 ہے اور اگر صرف اولاد اناث چھوڑی ہے تو چھٹے حصے کے ساتھ ”اصحابِ فروض“ کو
 دینے کے بعد جو کچھ بچے اس کا مالک بھی یہی ہوگا اور اگر کوئی اولاد نہ ہو تو باپ کے لیے
 کوئی متعین حصہ نہیں بلکہ ”اصحابِ فروض“ اگر موجود ہوں تو انہیں دینے کے بعد جو
 کچھ رہے گا اس کا مالک باپ ہوگا، اگر اصحابِ فروض موجود نہ ہوں تو وہ پورے کا مالک
 ہوگا۔ ارشادِ باری ہے۔

وَالَّذِينَ مِنْ بَنِيكُمْ لَا يَلُونَكُمْ شَيْئًا فَإِذَا مَلَكَتْ أُمَّةٌ وَقَدْ آمَنَ بَنِيكُمْ فَأُولَئِكَ يَرْثُونَ وَالَّذِينَ مِنْ بَنِيكُمْ لَا يَلُونَكُمْ شَيْئًا
 وَالَّذِينَ مِنْ بَنِيكُمْ لَا يَلُونَكُمْ شَيْئًا فَإِذَا مَلَكَتْ أُمَّةٌ وَقَدْ آمَنَ بَنِيكُمْ فَأُولَئِكَ يَرْثُونَ وَالَّذِينَ مِنْ بَنِيكُمْ لَا يَلُونَكُمْ شَيْئًا
 وَالَّذِينَ مِنْ بَنِيكُمْ لَا يَلُونَكُمْ شَيْئًا فَإِذَا مَلَكَتْ أُمَّةٌ وَقَدْ آمَنَ بَنِيكُمْ فَأُولَئِكَ يَرْثُونَ وَالَّذِينَ مِنْ بَنِيكُمْ لَا يَلُونَكُمْ شَيْئًا

وَلَدًا وَرَبْتَهُ اَبُوهُ فَلْيَا مَسْرَ
النُّثْرَةَ (النساء: ۱۱)

صرف والدین وارث ہوں تو اس کی ماں کے
لیے ایک تہائی (۱/۳) حصہ ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کی اولاد ہونے کی صورت میں والدین میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اولاد نہ ہونے کے وقت ماں کو ایک تہائی حصہ ملے گا۔ لیکن اس حالت میں باپ کا متین حصہ کیا ہے؟ آیت اس سے خاموش ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی صورت میں باپ کے لیے کوئی متین حصہ نہیں ہے بلکہ اصحابِ فروع کو دینے کے بعد جو کچھ بچے کا وہ اس کا مالک ہوگا۔

۲۔ جَدِّ صَحِيح

عربی زبان میں 'جد' کا لفظ نانا اور دادا دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، فرق کے لیے صحیح اور فاسد کا اضافہ کرتے ہیں، 'جد صحیح' دادا کو اور 'جد فاسد' نانا کو کہا جاتا ہے۔ باپ کی غیر موجودگی میں دادا وارث بنتا ہے اور باپ کا قائم مقام بن کر اس کے حصے کا حق دار ہوتا ہے، چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

| | |
|--|---|
| عن عمران بن حصین | حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میرے پوتے کی وفات ہو گئی ہے، اس کی وراثت میں سے میرا کیا حصہ ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ چھٹا حصہ، جب وہ جانے لگا تو آپ نے اسے بلایا اور کہا کہ بقیہ چھٹا حصہ بھی تمہارا ہے، پھر جب وہ جانے لگا تو آپ نے بلا کر کہا کہ یہ دوسرا چھٹا حصہ حق دار فروع سے زائد ہے۔ |
| ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان ابن ابى مات فمالي من ميراثه، قال لك السدس، فلما ادبر دعا قال لك سدس اخر فلما ادبر دعا فقال ان السدس الاخر طعمة له | |

شاریح حدیث لکھتے ہیں کہ مسئلے کی شکل یہ تھی کہ متوفی نے اپنے پیچھے دو اولاد

اور داد کو چھوڑا تھا۔ آپ نے ترک میں سے دو تہائی لڑکیوں کو دے دیا اور تیسرے ایک تہائی کو دو حصے کر کے دادا کے حوالے کر دیا، ایک حصہ ”اصحابِ فروع“ میں بننے کی وجہ سے اور دوسرا حصہ عصبہ ہونے کی بنیاد پر۔

علاوہ ازیں قرآن میں مذکور ”اب“ کا لفظ ”دادا“ کو بھی شامل ہے، لہذا اس کی غیر موجودگی میں دادا کا حق دار وراثت ہونا قرآنی آیت کے عموم اور صریح حدیث سے ثابت ہے۔ اس کے علاوہ اس کے وارث ہونے پر امتِ محمدیہ کا اتفاق واجماع ہے۔

۲۔ ما سے شریک بھائی

مرنے والے کے اصول و فروع میں سے کوئی موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں ماں شریک بھائی اگر تنہا ہو، اس کے ساتھ اس کا بھائی یا بہن موجود نہ ہو تو اسے چھٹا حصہ ملے گا اور اگر بھائی، بہن میں سے کوئی موجود ہو تو سب کے لیے ایک تہائی حصہ ہے خواہ ان کی تعداد دو ہو یا دو سے زائد، ارشادِ ربانی ہے:

| | |
|--|--|
| اور اگر میت مرد و عورت کے اصول | وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُؤْتَىٰ كَلْفَةً |
| فروع میں سے کوئی نہ ہو لیکن اس کا بھائی | أَوْ امْرَأَةٌ وَكَلْفَةٌ أَحَدٌ أَوْ أَخْتٌ |
| یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کے لیے | فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ |
| چھٹا حصہ ہے اور اگر یہ بھائی بہن ایک سے | فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ |
| زائد ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے | شُرَكَاءَ فِي الثَّلَاثِ (النساء: ۱۲) |

اس آیت میں ”کلفہ“ سے مراد وہ شخص ہے جس کے اصول (آباؤ و اجداد) اور فروع (بیٹا، بیٹی، پوتا وغیرہ) میں سے کوئی موجود نہ ہو، نیز ”اخ“ (بھائی) اور ”اخت“ (بہن) سے مراد ماں شریک بھائی اور بہن ہیں۔ اس مفہوم پر امت کا اجماع ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ماں شریک بھائی اور بہن دونوں موجود ہوں تو ان کے درمیان تہائی مال کو برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔ اس مسئلے میں بھائی، بہن کے دو گنے حصے کا حق دار نہ ہوگا۔

۱۔ حوالہ مذکور

۲۔ حجۃ اللہ العالیہ ۱۴۱۲/۲ ولی اللہ بن عبدالرحیم الدہلوی، طبع کتب خانہ رشیدیہ دہلی

۶۔ جدّہ صحیحہ

”جدّہ صحیحہ“ یعنی میت سے رشتہ جوڑنے میں ”جدّہ فاسدہ“ کا واسطہ نہ ہو جیسے باپ کی ماں (دادی) باپ کے ماں کی ماں، نانی وغیرہ۔ ماں کی غیر موجودگی میں دادی اور نانی دونوں وارث ہوتی ہیں اور ترکہ کے چھٹے حصے کی حق دار ہیں، اسے ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ روایت کرتے ہیں کہ:

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطاھا السدس
 علیہ وسلم پاس موجود تھا آپ نے جدہ کو پٹھا حصہ دیا۔

اور حضرت بریدہؓ سے منقول ہے کہ:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل
 للجدّة السدس اذا لم یکن دونہا ام
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ”جدہ“ کے لیے
 پٹھا حصہ قرار دیا جب کہ اس کے ساتھ ماں نہ ہو۔

حدیث کے ساتھ امت کے اجماع سے بھی ”جدہ“ کا حق دار وراثت ہونا ثابت ہے۔

۷۔ بیٹی

بیٹی کے ساتھ اگر بیٹا بھی موجود ہو تو اس کا کوئی متعین حصہ نہیں ہے بلکہ بقیہ اصحاب فرض کو دینے کے بعد جو کچھ بچے اسے یہ دونوں آپس میں تقسیم کر لیں گے، اس طور پر کہ بیٹی کو بیٹی کے حصے کا دو گنا ملے گا۔

اگر کوئی بیٹا موجود نہ ہو اور صرف ایک بیٹی ہو تو اسے آدھا ملے گا اور اگر ایک سے زائد بیٹیاں ہوں تو دو تہائی میں تمام شریک ہوں گی۔ ارشادِ باری ہے:

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ
 لِلذَّكَرِ مِثْلُ مِثْلِ الْاُنثٰى فَاِنْ
 كُنَّ نِسَاۗءً فَاَوْقُوْنَ اَنْفُسِهِنَّ
 ثُلُثًا مَّا تَرَكَتْ وَاِنْ كَاٰنَتْ
 تمہاری اولاد کے سلسلہ میں اللہ تم
 کو حکم دیتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں
 کے برابر اگر صرف لڑکیاں ہوں دو سے
 زیادہ تو ان کے لیے ترکہ کا دو تہائی حصہ

۱۔ رواہ النجاشی وصحیح الترمذی نیل الاوطار ۴/۵۹

۲۔ رواہ ابو داؤد نیل الاوطار ۶/۵۹

۳۔ العذب الغافل ۱/۶۲

وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۝
ہے اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کے لیے
(انسا، ۱۱)

اس آیت میں ”فوق اثنتین“ (دو سے زیادہ) کے حکم میں دو بھی شامل ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ نے حضرت سعد بن رضیح کی دو بیٹیوں کو دو تہائی حصہ دیا اور آٹھواں حصہ ان کی بیوی کو اور بقیہ ان کے بھائی کو لے۔
۸۔ پوتے

میت کی اولاد میں سے کوئی نہ ہو تو پوتی کو آدھا حصہ ملتا ہے جب کہ وہ تنہا ہو اور اگر ایک سے زائد پوتیاں ہوں تو انہیں دو تہائی حصہ ملے گا۔ میت کی اولاد میں سے صرف ایک لڑکی موجود ہو تو پوتی چھٹا حصہ پائے گی۔ البتہ ان کے ساتھ پوتا بھی ہو تو ان کے لیے کوئی متعین حصہ نہیں ہے بلکہ بیٹی کا حصہ دینے کے بعد بقیہ کو یہ آپس میں تقسیم کر لیں گے اس طور پر کہ پوتے کو دو تہائی اور پوتی کو ایک تہائی ملے گا۔

میت کی اولاد میں سے دو یا زیادہ لڑکیاں موجود ہوں تو پوتی کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے۔ الا یہ کہ ان کے ساتھ کوئی پوتا یا پوتیا ہو تو بقیہ حصہ ان کے درمیان مندرجہ تفصیل کے مطابق تقسیم ہوگا۔ اسی طرح بیٹے کی موجودگی میں پوتی وارث نہیں ہوتی ہے۔
۹۔ حقیقی بہن سے

میت کی کوئی اولاد (لڑکا پوتا، بیٹی، پوتی وغیرہ) موجود نہ ہو اور باپ دادا میں سے بھی کوئی نہ ہو تو حقیقی بہن کو آدھی میراث ملے گی اگر وہ تنہا ہو، لیکن دو یا اس سے زیادہ حقیقی بہنیں ہوں تو دو تہائی کی حق دار ہوں گی۔ اگر حقیقی بھائی بھی موجود ہو تو ان کے لیے کوئی متعین حصہ نہیں بلکہ ”اصحابِ فروض“ سے بچے ہوئے حصے کے وہ حق دار قرار پائیں گے، اس طور پر بھائی کو بہن کا دو گنا حصہ ملے گا۔

میت کی اولاد میں سے بیٹیاں یا پوتیاں ہوں تو ان کا حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ وراثت کی مالک حقیقی بہن ہوتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
يَسْتَفْتُونَكَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُفْصِلُ ۝
لوگ آپ سے مسئلہ پوچھ رہے ہیں۔

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تمہیں کلام کے متعلق یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص وفات پا جائے اور اس کے اولاد نہ ہو اور اس کی کوئی بہن ہو تو اسے پورے ترکہ کا آدھا ملے گا (اور اگر یہ بہن مر جائے) تو بھائی اس کا وارث ہوگا اگر بہن کی کوئی اولاد نہ ہو اور اگر نہیں دویا اس سے زیادہ ہوں تو ان کے لیے پورے ترکہ سے دو تہائی ہے اور اگر متعدد بھائی بہن ہوں تو مرد کو دو بہنوں کے برابر حصہ ملے گا۔

بِنِي اَنْطَلَيْدَةَ اِنْ اَمْرُوْا هَلَكَ
لَيْسَ لَهَا وَاَلَدٌ وَاَخْتٌ
فَلَهَا اِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ
يَرْتُمَا اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَاَلَدٌ
فَاِنْ كَانَتَا اُنْتَيْنِ فَلَهُمَا
النُّثْلَيْنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ
كَانُوْا اِخْوَةً رَّجَالًا وَاَنْسَاءً
فَلِلَّذَكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنثَيْنِ

(النساء: ۱۷۶)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔
قضى النبي صلى الله عليه
وسلم للبنات النصف والبنوة
الابن السادس تكملة
للثلاثين وما بقى ففلاخت له
کے لیے آدھا، پوتے کے لیے چھٹا حصہ ملے گا
دو تہائی کی تکمیل کے لیے اور جو بیچ جائے
وہ بہن کے لیے ہے۔

مرد اصول و فروع کی موجودگی میں حقیقی بہن محروم رہتی ہے۔

۱۰۔ ایبا بے شریک بہنوں

حقیقی بھائی یا حقیقی بہن موجود ہو لیکن اس کے ساتھ میت کی لڑکی یا پوتی بھی موجود ہو جس کی وجہ سے اسے باقی میراث مل رہی ہو تو باپ شریک بہن محروم رہے گی یہی حکم اس وقت بھی ہے جب کہ میت کی نسل سے کوئی نرینہ اولاد موجود ہو، یا اس کے باپ، دادا باحیات ہوں۔ اگر صرف ایک حقیقی بہن موجود ہو تو باپ شریک بہن کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر حقیقی بہن کی تعداد دو یا اس سے زائد ہو تو باپ شریک بہن محروم ہوگی الا یہ کہ اسی درجے کا باپ شریک بھائی بھی موجود ہو تو ایسی صورت میں دونوں

حقیقی بہنوں سے بچا ہوا حصہ ان کے درمیان گذشتہ تفصیل کے مطابق تقسیم ہوگا۔ بیٹی یا پوتی کے ساتھ حقیقی بہن نہ ہو تو یہ بقیہ حصے کی مالک ہوں گی، اور اگر اوپر مذکور لوگوں میں سے کوئی موجود نہ ہو تو باپ شریک بہن آدھی میراث پائے گی جب کہ تنہا ہو اور دو یا اس سے زیادہ ہونے کی صورت میں دو تہائی، اور اگر ان کے ساتھ باپ شریک بھائی بھی ہو تو پورے ترکہ کو آپس میں تقسیم کر لیں اس طور پر کہ بھائی کو بہن کا دو گنا حصہ ملے گا۔

باپ شریک بہنوں کے سلسلہ میں یہ تفصیل حقیقی بہن سے متعلق آیت سے ماخوذ ہے۔

۱۱۔ ما تشریک بہن

میت کی نسل (ڑکے لڑکیوں) میں سے کوئی موجود ہے یا باپ، دادا، پردادا وغیرہ میں سے کوئی زندہ ہے تو ماں شریک بہن محروم ہوگی، اور کوئی موجود نہ ہو اور ماں شریک بہن تنہا ہو تو اسے چھٹا حصہ ملے گا اور اگر ایک سے زائد ماں شریک بہن یا بھائی موجود ہو تو انہیں ایک تہائی میراث ملے گی جسے بہن اور بھائی میں برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔ اس سے متعلق آیت گزر چکی ہے۔

۱۲۔ بیوکے

شوہر کی نسل میں سے کوئی اولاد موجود نہ ہو تو بیوی کو شوہر کے ترکہ میں سے حصہ ملے گا اور اگر کوئی موجود ہے تو وہ آٹھواں حصہ پائے گی۔ ارشادِ ربانی ہے۔

| | |
|---|---|
| وَلَمَّسَتِ الرَّبِيعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ | اور بیویوں کو تمہارے ترکہ سے |
| اِنَّ لَكُمْ يَكْفِيْكُمْ وَلَدُكُمْ فَانْ | ایک چوتھائی حصہ ملے گا اگر تمہاری کوئی |
| كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ | اولاد نہیں ہے اور اگر اولاد ہو تو ان کے |
| مِمَّا تَرَكَتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّتِيْ | لیے ترکہ کا آٹھواں حصہ ہے نفاذ وصیت |
| لَوْ صَوَّتْ بِهَا اَوْلَادِيْنَ (النساء- ۱۲) | اور قرض کی ادائیگی کے بعد |

بیوی ایک ہو یا ایک سے زائد بہر صورت وہ چوتھائی یا آٹھویں حصے کی مالک ہوگی، اور اسے ایک سے زائد ہونے کی صورت میں ان کے درمیان برابر تقسیم کیا جائے گا۔ عورت کے وارث ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ نکاح صحیح ہو اگرچہ خلوت کی نوبت نہ آئی ہو، نیز وفات کے وقت وہ باقی بھی ہو، لیکن اس سے طلاقِ رجعی مستثنیٰ

ہے کہ طلاق رجعی کی صورت میں دورانِ عدت شوہر انتقال کر جائے تو عورت بلا اتفاق وارث ہوگی، خواہ طلاق حالتِ صحت میں دی گئی ہو یا حالتِ مرض میں۔ یہی حکم اس وقت بھی ہے جب کہ مرض الموت میں عورت کی مرضی اور مطالبے کے بغیر اسے طلاق بائن دی گئی ہو، اور دورانِ عدت شوہر وفات کر جائے۔ حالتِ صحت میں طلاق بائن دی گئی ہو تو وفات کے بعد یہ اتفاق عورت وارث نہ ہوگی۔ اور اگر حالتِ مرض میں عورت کی مرضی اور مطالبے پر طلاق دی گئی ہو تو بھی وارث نہیں ہوگی۔ دورانِ مرض عورت کے مطالبے کے بغیر طلاق دینے کی صورت میں عورت کو وارث قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ طلاق بدنیتی پر مجہول ہے، اس کے ذریعہ بیوی کو میراث سے محروم کرنا مقصود ہے۔ یہ سوچ کر کہ دوسرے رشتہ داروں سے خون اور نسب کا تعلق ہے، جب کہ بیوی بہر حال غیر ہے، میرے بعد دوسروں سے رشتہ ازدواج استوار کر لے گی، اسے میری محنت کی کمائی کا اچھا خاصا حصہ کیوں ملے؟ لہذا اسے طلاق دے کر اس بندھن کو توڑ دیا جائے تاکہ میری زمین و جاننا د میری اولاد اور خاندان کے لوگوں ہی میں باقی رہے، اس غلط سوچ کی بنیاد کو ختم کرنے کے لیے شریعت نے حکم دیا کہ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کی موت کے بعد اس کے نہ چاہتے ہوئے بھی عورت وارث ہوگی تاکہ اس طرح کی طلاق کا سدباب ہو سکے۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ وہ وراثت کی حق دار اس وقت ہوگی جب کہ عدت باقی ہو۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ عدت گزرنے کے بعد بھی وارث ہوگی بشرطیکہ اس نے دوسرا نکاح نہ کیا ہو، امام مالک کا خیال ہے کہ عدت کے بعد اس عورت نے دوسری شادی کرنی اور پہلے شوہر کی وفات اسی مرض میں ہوئی ہے جس میں طلاق دی ہے تو بھی اسے وراثت میں سے حصہ ملے گا۔ امام شافعی کی رائے ہے کہ بہر صورت مطلقہ بانہ عورت کو میراث سے حصہ نہیں ملے گا۔ بلکہ وارث قرار دینے والوں کی دلیل حضرت عثمان بن عفان کا عمل ہے کہ انھوں نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ

۱۔ المغنی ۹/۱۹۴، الہدایہ باب طلاق المرین

۲۔ التحقیقات الرضیہ ص ۳۲

کی بیوی کو ان کا وارث قرار دیا ہے جسے انہوں نے حالتِ مرض میں طلاق دے دی تھی، صحابہ نے اس فیصلے پر کوئی نکیر نہیں فرمائی، اس طرح اس پر اجماع منقہ ہو گیا۔

۲۔ عصبہ

ایسے وارثوں کو عصبہ کہا جاتا ہے جنہیں ”اصحابِ فرض“ کے بعد حصہ ملتا ہے، اور ان سے بچے ہوئے حصے کے وہ مالک ہوتے ہیں، ”اصحابِ فرض“ میں سے کوئی نہ ہو تو عصبہ تنہا میراث کا حق دار ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ہے۔

وَلَا يُوْثِرُ بَعْضٌ وَّاحِدٌ مِّنْهُمَا
اَلسُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ
لَهُ وَاَلْوَالِدَةُ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ وَاَلْوَالِدَةُ
اَبَاؤُهُ فَلَا يَمْلِكُ اَلتَّلَاثُ (النساء: ۱۱)

اگر میت کی اولاد ہو تو والدین میں سے
ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے اور اگر اولاد
نہ ہو اور صرف اس کے والدین وارث ہوں
تو ماں کے لیے چھٹا حصہ ہے۔

اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ میت کے کوئی اولاد ہو تو والدین میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اولاد نہ ہو تو ماں کو ایک تہائی حصہ ملے گا۔ لیکن ”باب“ کیا پانے کا؟ اس کو متعین نہیں کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کے حصے کے علاوہ جو کچھ ہے اس کا مالک باب ہوگا۔

ایک دوسری آیت میں کہا گیا ہے:

اِنْ اَمْرُوْكُمْ اَهْلًاكَ لَيْسَ لَكَ
وَاَلْوَالِدَةُ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ
اَبَاؤُهُ فَلَا يَمْلِكُ اَلتَّلَاثُ (النساء: ۱۲)

اگر کوئی شخص وفات پا جائے اور اس
کی اولاد نہ ہو اور بہن موجود ہو تو اس کے
لیے پورے ترکہ کا آدھا ہے (اور اگر بہن نہ ہو)
اور اس کی اولاد نہ ہو تو بھائی اس کا وارث ہوگا۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بہن کے ترکے میں سے بھائی کے لیے کوئی متعین حصہ نہیں ہے۔ بلکہ بہن کی اولاد نہ ہو تو بھائی اس کے پورے ترکے کا مالک ہوگا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الحقوا النراض باہلہا
فما بقی فلا ولی رجل ذکرہ
جن کے حصے متین ہیں ان کے حصے
دے دو اور جو بچے وہ اس مرد کے لیے
ہے جو میت سے زیادہ قریب ہو۔

عصبہ کی دو قسمیں ہیں، عصبہ سببیہ، عصبہ نسبیہ

۱۔ عصبہ سببیہ :

کسی غلام کو آزاد کرنے والا خواہ مرد ہو یا عورت وہ اس غلام کا وارث ہوتا ہے، اور اسی کو عصبہ سببیہ کہتے ہیں۔ آزاد کرنے والا اسی وقت وارث ہوتا ہے جب کہ غلام کا عصبہ نسبی موجود نہ ہو تو وہ ”اصحابِ فروض“ سے بچے ہوئے حصے کا مالک ہوتا ہے اور اگر ”اصحابِ فروض“ نہ ہوں تو غلام کے پورے ترکہ کا تہا حق دار ہوتا ہے، چونکہ اب یہ مسئلہ موجود نہیں ہے اس لیے اس سے متعلق تفصیلات کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

۲۔ عصبہ نسبیہ

”عصبہ نسبیہ“ یعنی وہ رشتہ جو نسب سے متعلق ہو، اس کی تین قسمیں ہیں، عصبہ بنفسہ، عصبہ بغيرہ، عصبہ مع غیرہ۔

۱۔ ”عصبہ بنفسہ“ اسے کہا جاتا ہے جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں کسی عورت کا واسطہ نہ ہو، یہ چار قسم کے لوگ ہیں۔

۱۔ بیٹا، پوتا اور ان کی نسل

۲۔ باپ، دادا، پردادا وغیرہ

۳۔ بھائی، بھتیجا وغیرہ

۴۔ چچا، چچا زاد بھائی وغیرہ

سب سے پہلے ترکہ میں سے بیٹے یا پوتے کو ملے گا اور اگر ان کی نسل میں سے کوئی موجود نہیں ہے تو باپ، دادا حق دار ہوں گے اور باپ، دادا کے رشتہ کا کوئی نہ ہو تو پھر بھائی، بھتیجا وغیرہ عصبہ ہوں گے اور سب سے آخر میں چچا وغیرہ

یہ کہ عصب کے وارث ہونے میں جہت اور درجے کا لحاظ رکھا جائے گا۔ اگر پہلی جہت کا کوئی موجود ہے تو دوسری جہت کا شخص عصب نہیں بنے گا۔ لہذا بیٹے وغیرہ کی موجودگی میں باپ عصب نہیں ہوگا اور اسی طرح سے آخر تک۔ نیز اگر جہت ایک ہے مگر درجے میں فرق ہے، تو جس کا درجہ میت سے زیادہ قریب ہو وہی عصب ہوگا اور جو اس سے بعید ہے وہ محروم۔ جیسے بیٹے اور پوتے کی جہت ایک ہے یہ دونوں پہلی قسم میں شامل ہیں، لیکن درجہ میں فرق ہے لہذا بیٹا چونکہ میت سے قریب تر ہے اس لیے وہ عصب ہوگا اور اس کے ہوتے ہوئے پوتا محروم رہے گا۔

اگر درجہ و جہت ایک ہو تو قوتِ قرابت کا لحاظ کیا جائے گا۔ میت سے جس کی رشتہ داری قوی تر ہوگی وہی وارث ہوگا اور دوسرا محروم، جیسے حقیقی اور باپ شریک بھائی دونوں کی جہت اور درجہ ایک ہے، لیکن قوتِ قرابت میں فرق ہے، کیونکہ حقیقی بھائی کا رشتہ قوی تر ہے اس لیے وہ وارث ہوگا اور باپ شریک محروم ہوگا۔ واضح رہے کہ قوتِ قرابت کی وجہ سے صرف تیسری اور چوتھی قسم میں ترجیح دی جاتی ہے، پہلی اور دوسری قسم یعنی بیٹا اور باپ میں اس کا اعتبار نہیں ہے، آسانی کے لیے ترتیب وار ان کی فہرست دی جا رہی ہے۔

۱. بیٹا، ۲. بیٹے کی نسل ۳۔ باپ، ۴۔ دادا یا اس رشتے سے جو موجود ہو۔ ۵۔ حقیقی بھائی، ۶۔ باپ شریک بھائی، ۷۔ حقیقی بھائی کا بیٹا، ۸۔ باپ شریک بھائی کا بیٹا، ۹۔ حقیقی چچا، ۱۰۔ باپ شریک چچا، ۱۱۔ حقیقی چچا کا بیٹا، ۱۲۔ باپ شریک چچا کا بیٹا، ۱۳۔ باپ کا حقیقی چچا، ۱۴۔ باپ کا باپ شریک چچا، ۱۵۔ باپ کے حقیقی چچا کا بیٹا، ۱۶۔ باپ کے باپ شریک چچا کا بیٹا، ۱۷۔ دادا کے حقیقی چچا کا بیٹا، ۱۸۔ دادا کا حقیقی چچا، ۱۹۔ دادا کے حقیقی چچا کا بیٹا، ۲۰۔ دادا کے باپ شریک چچا کا بیٹا۔ عصبہ بنفسہ میں تمام مرد شامل ہیں۔ کوئی عورت عصبہ بنفسہ نہیں ہو سکتی ہے۔

۲۔ عصبہ بغیرہ

”عصبہ بغیرہ“ کل چار عورتیں ہیں، جن کا آدھا یا دو تہائی حصہ متعین ہے، مگر اپنے بھائی کی موجودگی میں ان کا متعین حصہ ختم ہو جاتا اور اس کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہیں اور ”اصحابِ فروض“ کو دینے کے بعد بقیہ کو ان کے درمیان تقسیم کر دیا جاتا ہے،

اس طور پر کہ مرد کو دو حصے اور عورت کو ایک حصہ ملتا ہے۔ وہ یہ ہیں ۱۔ بیٹی ۲۰۔ پوتی ۳۰۔ حقیقی بہن ۴۰۔ باپ شریک بہن ۵۰۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يُؤْتِيكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ
لِلَّذِيْنَ كَانَ مِنْكُمْ اَلْاُنثٰى (النساء: ۱۱)

اللہ تعالیٰ اولاد کے متعلق تمہیں حکم دیتے ہیں کہ مرد کے لیے دو عورتوں کے برابر حصہ ہے۔

ایک دوسری آیت میں ہے:

وَ اِنْ كَانُوْا اَخْوٰى رَجَالًا وَّ
نِسَاءً فَلِلنِّسَاءِ كَمَا لِلرِّجَالِ مِمَّا
رَسُوْا (النساء: ۱۱)

اگر وارث متعدد بھائی بہن ہوں تو مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔

۳۔ عصبہ مع الغیر

”عصبہ مع الغیر“ بھی عورتیں ہی ہوتی ہیں اور ان کی تعداد کل دو ہے۔ حقیقی اور باپ شریک بہن جو بیٹی یا پوتی کی موجودگی میں عصبہ بن جاتی ہیں اور بیٹی یا پوتی کو متین حصہ دینے کے بعد بقیہ کی مالک ہوتی ہیں۔ بشرطیکہ ان کا بھائی موجود نہ ہو اور اس حالت میں وہ بھائی کی جگہ پر آجاتی ہیں اور حقیقی بہن کے ہوتے ہوئے جب کہ ان کے ساتھ بیٹی یا پوتی موجود ہو باپ شریک بھائی عصبہ نہیں بنتا ہے، بلکہ محروم ہوتا ہے، ایسے ہی وہ لوگ بھی جن کا درجہ باپ شریک بھائی کے بعد ہے۔ اسی طرح سے بیٹی یا پوتی کے ساتھ باپ شریک بہن جب عصبہ بن جاتی ہے تو وہ بھتیجے وغیرہ کو عصبہ بنتے سے روک دیتی ہے۔

۴۔ اصحابِ فروض پر رد

وراثت کے مسئلے میں کوشش کی گئی ہے کہ مورث کی فطری خواہش کی بنیاد پر اس کے مال کو ان ہی لوگوں تک محدود رکھا جائے جن سے اس کا قریبی تعلق ہے اور جو لوگ زندگی میں اس کے مددگار اور دکھ درد میں شریک رہے، لہذا ”اصحابِ فروض“ کو دینے کے بعد بقیہ مال کو لینے کے لیے کوئی ”عصبہ“ موجود نہ ہو تو پھر دوبارہ بچے ہوئے حصے کو ”اصحابِ فروض“ میں تقسیم کر دیا جائے گا، جسے اصطلاح میں ”رد“ کہا جاتا ہے۔ رد صرف نسبی اصحابِ فروض پر ہوتا ہے، میاں بیوی پر رد نہیں ہوتا ہے۔ عام طور پر

صحابہ کرام کا یہی نقطہ نظر ہے اور اسی کے قائل امام ابو حنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ بھی ہیں، خلیفہ راشد حضرت عثمان بن عفان کے نزدیک شوہر اور بیوی پر بھی رد ہوگا، اس کے برخلاف حضرت زید بن ثابتؓ کی رائے ہے کہ عصبہ کی غیر موجودگی میں "اصحابِ فروع" سے بچے ہوئے حصہ کو بیت المال کے حوالے کر دیا جائے گا، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا بھی یہی خیال ہے لیکن بیت المال کا نظام مختلف ہو جانے کی وجہ سے ان کے پیروکاروں نے حنیفہ وغیرہ کی رائے کو اختیار کر لیا ہے۔

جو لوگ صرف نبی رشتہ داروں پر رد کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے۔

وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ

اور رشتہ دار آپس میں ایک دوسرے کے

زیادہ حق دار ہیں۔

(الانفال: ۷۵)

بنائے استدلال یہ ہے کہ "اصحابِ فروعِ نسب" میت کے قریبی رشتہ دار ہیں، لہذا "بیت المال" کے مقابلہ میں وہ اس کے ترکے کے زیادہ حق دار ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے ترکہ کو بیت المال کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔ نیز میاں بیوی کا آپس میں چونکہ کوئی نسبی رشتہ نہیں ہے، اس لیے ان پر رد نہیں ہوگا۔ علاوہ ازیں جو رشتہ تھا وہ بھی موت کی وجہ سے ختم ہو چکا ہے۔ اس لیے بھی ان پر رد نہیں ہونا چاہیے۔ رہا حضرت عثمان غنیؓ کا طرزِ عمل تو وہ اس سلسلہ میں واضح دلیل نہیں ہے، اس لیے صحیح روایت سے بس اتنا ثابت ہے کہ انہوں نے شوہر پر رد کیا، بیوی پر رد کرنا ثابت نہیں ہے اور ہو سکتا ہے کہ شوہر ہی اس کا عصبہ رہا ہو یا ذوی الارحام میں شامل ہو۔

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من تروك مالا فهو

جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارث

لورشتہ ہے

کے لیے ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کے ترکے کا حق دار وارث ہے اور اس کے ہوتے

ہوئے اس کے مال کے کسی حصے کو حکومت کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔
 جو لوگ رد کے قائل نہیں ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر
 وارث کے حصے کو متعین کر دیا ہے، لہذا ان کے حصے سے زیادہ دینا اس تعین کے
 خلاف ہے اور رائے و قیاس کے ذریعہ وارث کے حصے کو ثابت کرنا ہے حالانکہ مسئلہ
 وراثت میں رائے اور قیاس کا دخل نہیں ہے بلکہ
 لیکن یہ حقیقت ہے کہ ”رد“ کی وجہ سے کسی کو اس کے متعین حصے سے زیادہ
 نہیں دیا جاتا بلکہ اس کا متعین حصہ ہی دیا جاتا ہے۔ اس لیے یہ تعین کے خلاف نہیں
 ہے۔ نیز یہ آیت قرآنی کے مقتضی اور حدیث سے ثابت ہے، اس لیے اسے محض
 رائے اور قیاس پر مبنی نہیں قرار دیا جاسکتا۔

سہ ماہی ۱۹۷۹ء

اسلامی نظام معاشرت پر اعتراضات کا مسکتے جواب

مسلمان عورت کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ

مولانا سید جلال الدین عمری

اس کتاب میں اسلام میں عورت کے مقام و مرتبہ پر مخالفین کے اعتراضات کا علمی
 جائزہ لیا گیا ہے اور بہت مدلل انداز میں ان کا رد کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی اسلام کے زیر سایہ عورت کو
 حاصل حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ اس میں مہر نفقہ، تعدد ازدواج، طلاق، نفقہ مطلقہ، خلع، حجاب، وراثت، قصاص
 دیت، شہادت، خاندان کی سربراہی اور سیاسی قیادت جیسے موضوعات زیر بحث آئے ہیں۔ مصنف نے بدلائل واضح
 کیا ہے کہ ان تمام مسائل میں اسلام نے عورت کی مخصوص جسمانی صلاحیت اور طبی رجحانات و میلانات کی بھرپور رعایت کی ہے
 اور اس کے حقوق اور ذمہ داریوں میں توازن رکھا ہے۔ تیسرا ایڈیشن جلد صفحات ۲۰۰۔ قیمت ۶۰ روپے

The Rights of MUSLIM

اس کتاب کا انگریزی ترجمہ مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی نے
 WOMAN - An Appraisal کے نام سے شائع کیا ہے۔ صفحات: ۲۳۴۔ قیمت ۷۰ روپے

اس کا ہندی ترجمہ بھی اشاعت کے مرحلے میں ہے۔

پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ۔ آ

(۱) ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی

ملنے کے پتے

ابوالفضل انکلیو۔ نئی دہلی۔ ۲۵

(۲) مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز۔